السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

(۱) ماذا موقف الشیخ الألبانی حفظه ا حول القراءة خلف الامام وما کتبه فی هذا الموضوع فی رسالته النافعة الشهیرة صفة صلاة النبی ﷺ من صفحة ۷۹ الی صفحة ۸۲؟

(۲) جهر المؤتمین بقولهم سبحان ربی الاعلی فیما یقرأ الامام سبح اسم ربک الاعلی هل یجوز؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علیٰ رسول الله، أما بعد!

من عبدالمنان النورفوری الی أخیه الشاهد الخانفوری حفظهما ا تعالی

وعلیکم السلام ورحمة ا وبرکاته

أما بعد! فقد وصلنی منک مکتوب سألتنی فیه عن شیئین:

الاول: موقف الشیخ الألبانی حفظه ا تعالی حول القراءة خلف الامام وما کتبه فی هذا الموضوع فی رسالته النافعة الشهیرة صفة صلاة النبی ﷺ من صفحة ۷۹ الی صفحة ۸۲۔

الثانی: جهر المؤتمین بقولهم: سبحان ربی الاعلی۔ حینما یقرأ الإمام سبح اسم ربک الاعلی، وکذا جهرهم بأجوبة بعض الآیات التی سئل فیها عن شیء۔

الجواب عن السؤال الأول

(۱) إن الشیخ حفظه ا تعالی ادعی أن القراءة وراء الإمام فی الجهریة ولو کانت قراءة الفاتحة منسوخة، وذلک انه ذکر عنواناً بقوله: نسخ القراءة وراء الإمام فی الجهریة۔ لکنه لم یأت بما یثبت دعواه هذه کما ستری ان شاء ا تعالی۔

(۲) ان فی قوله: وکان قد أجاز للمؤتمین ان یقرؤوا بها ای بالفاتحة وراء الامام فی الصلاة الجهریة حیث کان فی صلاة الفجر الخ (۷۹) تقصیرا واضحا لان هذا الحدیث نص صریح فی ان النبی ﷺ قد اوجب قراءة الفاتحة وراء الامام فی الجهریة ایضا، فان النبی ﷺ قد علل قوله فی هذا الحدیث: لا تفعلوا الا (ان یقرأ أحدکم) بفاتحة الکتاب۔ بقوله فیه: فانه لا صلاة لمن لم یقرأ بها۔

وهذا التعلیل الجلیل من النبی الخلیل -علیه صلوات ا الوکیل- یفید الوجوب لا الجواز یها الاخ النبیل اسعدنا ا سبحانه وتعالی بالاجر الجزیل۔

والشیخ حفظه ا تعالی قد رجع عن هذا التقصیر، وقال بوجوب قراءة الفاتحة علی المقتدی وراء الامام فی الجهریة ایضاً حیث کتب فی تلخیص صفة الصلاة: ویجب علی المقتدی ان یقرأها وراء الامام فی السریة، وفی الجهریة ایضاً ان لم یسمع قراءة الامام، او سکت هذا بعد فراغه منها سکتة۔ الی آخر ما ذکرت فی المکتوب۔

فقد اصاب حفظه ا تعالی فی رجوعه عن القول بالجواز الی القول بالوجوب وعن القول بالنسخ فی الجهریة الی القول بالاحکام وعدم النسخ فیها ایضا، وقد اصاب ایضا فی قوله: وان کنا نری ان هذا السکوت لم یثبت فی السنة۔

لکنه اخطأ اجره ا تعالی فی قوله: ان لم یسمع قراءة الامام: فان الحدیث الذی اشرنا الیه من قبل، وکتبه الشیخ حفظه ا تعالی اول ما کتب تحت عنوان نسخ القراءة الخ فی صفة الصلاة یوجب قراءتها علی المقتدی وان کان یسمع قراءة الامام، وکذالک غیره من الاحادیث، وهذا لا یخفی۔

(۳) وما کنا نحتاج بعد هذا الی ان نتکلم علی ما کتب الشیخ حفظه ا تعالی بعد بقوله: ثم نهاهم عن القراءة کلها فی الجهریة، وذالک حینما انصرف من صلاة جهر فیها بالقراءة الخ (۸۰) لکن نرید ان نستفید، فنقول: ان فی الاستدلال بهذه الاحادیث علی مطلوبه المذکور نظراً من وجوه۔

الاول ان لفظ: فانتهی الناس عن القراءة الخ من کلام الزهری رحمه ا تعالی ولیس من کلام ابی هریرة قال المحدث المبارکفوری فی شرح الترمذی رحمهما ا تعالی: قال الحافظ فی التلخیص الجبیر: وقوله: فانتهی الناس۔ الی آخره مدرج فی الخبر من کلام الزهری بینه الخطیب، واتفق علیه البخاری فی التاریخ، وابوداود، ویعقوب بن سفیان، والذهلی، والخطابی، وغیرهم۔ انتهی۔ (التحفة/۲۵۵/۱)

الثانی انا سلمنا انه من قول ابی هریرة کما هو تحقیق الشیخ حفظه ا تعالی لکن لیس فیه: فانتهی الناس عن القراءة کلها مع الخ، وانما فیه فانتهی الناس عن القراءة مع الخ، وبین اللفظین فرق واضح۔

وانما ارید به فانتهی الناس عن قراءة ما بعد الفاتحة مع الخ والدلیل علی هذا نهیه

للمؤتمین عن قراءة ما بعد الفاتحة فی الجهریة، وامره لهم بقراءة الفاتحة فی الجهریة ایضا، فالناس انما انتهوا عما نهوا عنه -وهو القراءة بعد الفاتحة- لا عما امروا به وهو قراءة الفاتحة-

والعام یکون مبنیًا علی الخاص الاتری ان النبی ﷺ نهی عن الصلاة حین تطلع الشمس، وحین تغرب، ومع ذالک قال ﷺ: من ادرک رکعة من الصبح قبل ان تطلع الشمس۔ الحدیث، فالنهی عام، وحدیث: من ادرک الخ خاص فبنی العام علی الخاص، وقد عمل الشیخ حفظه ا تعالی علی هذه القاعدة فی مواضع کثیرة مما تشهد به کتبه الکثیرة النافعة فکذالک هنا یبنی الحدیث العام الذی فیه فانتهی الناس عن القراءة الخ علی الحدیث الخاص الذی فیه لا تفعلوا الا الخ۔

الثالث ان کل واحد من ائتمام المقتدی، واستماعه، وانصاته لا ینفی ولا ینافی ان یقرأ فاتحة الکتاب وغیرها وراء الامام فی نفسه سرًا۔ نعم هذه الثلاثة تنفی او تنافی جهره بها وراء الامام، فجهر المؤتم بها منهی عنه لاجل الائتمام، والاستماع، والانصات، ولاجل المنازعة والمخالجة، وهما انما تتأتیان بجهر المقتدی۔

واما قراءة ما عدا الفاتحة وراء الامام فی الجهریة فمنهی عنها لقوله ﷺ: لا تفعلوا الا الخ۔

فالذی تقتضی به الادلة هو وجوب قراءة الفاتحة سرًا علی المقتدی سواء اقرأها قبل قراءة الامام بها، ام معها، ام بعدها، ام اثناء وقفاته بین آیها لان النبی ﷺ قال للمؤتمین: لا تفعلوا الا (ان یقرأ أحدکم) بفاتحة الکتاب فانه لا صلاة لمن لم یقرأ

بها۔

ومما يدل على ان الانصات والاستماع لا ينافيان القرآة سراً، ولا ينفيانها ان النبی ﷺ كان يقرأ القرآن فی خطبة الجمعة : كما فی صحيح مسلم وغيره ، وقد امر النبی ﷺ سليكاً ان يركع ركعتين اثناء خطبته ، ثم قال : اذا جاء احدكم والامام يخطب فليركع ركعتين وليتجوز فيهما ۔ اخرجه مسلم ۔

فهذا الذی يركع ركعتين يقرأ فيهما سرا ، ويستمع للامام وينصت لقراءته فی الخطبة ، فلا منافاة بين القرآة السرية ، وبين الانصات ، والاستماع ، وانما المنافاة بين الجهر بالقرآة وغيرها ، وبين الانصات والاستماع ، ونحن لا نجيز الجهر وراء الامام ، فقد عملنا بما يوجب قرآة الفاتحة وراء الامام ، وبما يوجب الائتمام ، والاستماع ، والانصات ، وبما ينهی عن المنازعة والمخالجة مع الامام ۔

فان قيل : ان هاتين الركعتين مستثنيتان من عموم حكم الاستماع والانصات لاجل قول رسول ا ﷺ : اذا جاء احدكم والامام يخطب فليركع ركعتين ۔ الحديث

قلنا : ان قرآة المقتدی للفاتحة وراء الامام سرا فی الجهرية ايضا مستثناة من عموم حكم الاستماع والانصات لاجل قول رسول ا ﷺ : لا تفعلوا الا (ان يقرأ احدكم) بفاتحة الكتاب فانه لا صلاة لمن لم يقرأ بها ۔

وانما قلنا هذا مشياً على طريق الشيخ حفظه ا تعالی ومن وافقه من اهل العلم ، والا فلا استثناء فی مسالة الركعتين اثناء الخطبة ، ولا فی مسالة قرآة المقتدی للفاتحة وراء الامام لان الاستثناء يترتب على المنافاة ، وقد عرفت ان لا منافاة بين الاسرار بالقرآة وغيرها وبين الاستماع والانصات ۔

الرابع ان اكثر اهل العلم بالحديث قد ذهبوا الی ان حديث : من كان له امام فقرآة الامام له قرآة ۔ ليس بصحيح ، ولا حسن ۔ انظر التفصيل فی موضعه ۔ فلا تقوم به الحجة ۔

سلمنا على سبيل التنزل ان الحديث حسن كما ذهب اليه الشيخ حفظه ا تعالی ومن وافقه لكن نقول : ان العام يبنی على الخاص ، فيكون المقصود بالقراءة فی الحديث قرآة ما بعد الفاتحة بدليل قوله ﷺ : لا تفعلوا الا (ان يقرأ احدكم) بفاتحة الكتاب الخ ، وقوله : لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب ۔ وغير ذالك من الاحاديث التی توجب قرآة الفاتحة ، فتكون قرآة الفاتحة واجبة على المقتدی فی الجهرية ايضا ، وتكون قرآة ما بعد الفاتحة منهيا عنها فی الجهرية فقط ۔

وهذا الفرق بين قرآة الفاتحة ، وبين قرآة ما بعدها لاجل ان قرآتها ركن من اركان الصلاة ، وانه لا صلاة لمن لم يقرأ بها ۔

الخامس ان الشيخ حفظه ا تعالی ومن وافقه لم يأتوا بما يثبت ان احاديث : فانتهى الناس عن القرآة الخ ، و : واذا قرأ فانصتوا ۔ و : من كان له امام الخ كلها او بعضها متأخرة عن الاحاديث التی توجب قرآة الفاتحة على المقتدی فلا يسع لهم ادعاء النسخ ۔

فالحاصل ان النبی ﷺ انما انكر التشويش على الامام ، والمنازعة والمخالجة معه ، وهذه انما تتصور بان يجهر المقتدی وراء الامام ، ولم ينكر ﷺ قرآة المقتدی وراء الامام بالفاتحة سرًا ، لما قد اوجبها عليه وراء الامام ايضا بقوله : لا تفعلوا الا (ان يقرأ احدكم) بفاتحة الكتاب الخ ، وبقوله : لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب ۔ وغير ذالك من احاديث الباب ، ولم ينسخها قط ، وا اعلم

الجواب عن السؤال الثانی

انك قد علمت ان المؤتم مأمور بالاستماع والانصات حينما يقرأ الامام ومنهی عن التشويش على الامام ، والمنازعة والمخالجة معه ، فلا يجوز له الجهر باجوبة الآيات ايضا وراء الامام ، وا اعلم ابن عبد الحق بقمه سرفراز كالونی ۔

كوجرانواله ۔ باكستان ۔ ۱۴۱۰/۷/۲۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحيم

ازعبدالمنان نورپوری بطرف برادر محترم شاہد خانپوری (حفظہما اللہ تعالیٰ)

آپ کا خط موصول ہوچکا ہے ، اس میں آپ نے دو چیزیں پوچھی ہیں :

(۱) ''قراءۃ خلف الامام'' کے بارے میں شیخ البانی حفظہ ا کا موقف اوراس موضوع پر ان کی مشہور کتاب صفۃ صلاۃ النبی ﷺ ص ۷۹۔ ۸۲ میں لکھی ہوئی ان کی تحریر۔

(۲) امام جب ''سبح اسم ربک الاعلی'' کہتا ہے تو مقتدیوں کا بلند آواز سے ''سبحان ربی الاعلی'' کہنا ، اسی طرح بعض دوسری آیات جن میں کسی چیز کا سوال ہے ، مقتدیوں کا ان آیات کا بلند آواز سے جواب دینا ۔

پہلے سوال کا جواب :

(۱) شیخ البانی حفظہ اللہ تعالیٰ نے دعویٰ کیا ہے کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت ۔ خواہ فاتحہ کی قرات ہو ۔ منسوخ ہو چکی ہے ، ان کا یہ دعویٰ ان کے ذکر کردہ اس عنوان ''نسخ القراءۃ وراء الامام فی الجہریۃ'' سے ظاہر ہے ۔ لیکن جس طرح آپ ان شاء اللہ تعالیٰ دیکھیں گے کہ انہوں نے کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کی جو ان کے دعویٰ کو ثابت کرسکے ۔

(۲) ص ۷۹ پر البانی صاحب لکھتے ہیں کہ : ''نبی ﷺ جب فجر کی نماز میں تھے تو آپ نے مقتدیوں کو جہری نماز میں فاتحہ پڑھنے کی اجازت دے دی تھی'' ۔

شیخ البانی کا یہ قول واضح طور پر ان کے موقف کو کمزور کرتا ہے ، کیونکہ یہ حدیث «لا تفعلوا الا (ان یقرأ احدکم) بفاتحۃ الکتاب» نص صریح ہے کہ نبی ﷺ نے امام کے پیچھے جہری نماز میں فاتحہ پڑھنے کو واجب اور فرض ٹھہرایا ہے ۔ اور وجوب کی علت یہ بیان فرمائی کہ «فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرأبہا» جو اسے نہیں پڑھے گا اس کی کسی قسم کی نماز نہیں ہوگی ۔ ابوداود ۔ الصلاۃ ۔ باب من ترک القراءۃ فی صلاتہ ۔ ترمذی ۔ الصلاۃ ۔ باب فی القراءۃ خلف الامام

تو برادرم ! نبی ﷺ نے فاتحہ پڑھنے کی جو علت بیان فرمادی ہے (کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی) فاتحہ کے جواز کا نہیں بلکہ وجوب کا فائدہ دیتی ہے ۔

شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس کوتاہی سے رجوع بھی فرمالیا ہے اور جہری نماز میں مقتدی پر امام کے پیچھے قراۃ الفاتحہ کے وجوب کے قائل ہوگئے ہیں چنانچہ اسی کتاب ''صفۃ صلاۃ النبی ﷺ'' کی جب انہوں نے تلخیص کی تو اس میں لکھا : ''سری نمازوں میں امام کے پیچھے مقتدی پر فاتحہ پڑھنا واجب ہے ، جہری نمازوں میں بھی اگر امام کی قرات سنائی نہ دے ، یا فاتحہ پڑھ کر امام کچھ دیر کے لیے سکتہ کرے تو مقتدی پر فاتحہ پڑھنا واجب ہے'' ۔

شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ نے فاتحہ کے ''جواز'' سے ''وجوب'' کی طرف اور جہری میں ''منسوخ'' سے ''محکم'' ''عدم نسخ'' کی طرف جو رجوع کرلیا ہے یہی درست ہے ، ان کی یہ بات بھی درست ہے ۔

''اگرچہ ہمارے خیال میں امام کا یہ سکتہ کرنا (فاتحہ پڑھ کر مقتدیوں کو فاتحہ پڑھنے کے لیے وقت دینا سنت سے ثابت نہیں) لیکن شیخ (اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے) کی یہ بات درست نہیں کہ : ''اگر امام کی قرات نہ سنے تو پھر مقتدی فاتحہ پڑھ سکتا ہے''۔

کیونکہ جس حدیث کی طرف ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں اور شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ بھی شروع میں ''نسخ القراۃ'' کے عنوان کے تحت درج کر چکے ہیں، یہ حدیث مقتدی پر فاتحہ کی قرات کو واجب کرتی ہے خواہ وہ امام کی قرات سن رہا ہو، اسی طرح دوسری احادیث سے بھی یہ چیز ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ مخفی نہیں بلکہ واضح ہے۔

(۳) اس کے بعد ہم مزید ضرورت تو نہیں سمجھتے کہ شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ کی بات ''پھر ایک جہری نماز سے نبی ﷺ فارغ ہوئے تو صحابہ کو جہری نماز میں ہر قسم کی قرات سے منع کر دیا''۔ پر کلام کریں لیکن آپ کے استفادہ کے لیے کہتے ہیں کہ : شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ نے ان احادیث سے جو مطلب لیا ہے وہ کئی اعتبار سے قابل نظر ہے :

(۱) روایت کے الفاظ ''فانتھی الناس عن القراۃ الخ'' زہری رحمہ اللہ کی کلام ہے نہ کہ ابوہریرہ کی۔

محدث مبارکپوری ترمذی (رحمہما اللہ تعالیٰ) کی شرح میں فرماتے ہیں :

''حافظ ابن حجر نے التلخیص الجبیر میں کہا ہے کہ یہ الفاظ : فانتھی الناس الخ روایت میں زہری کی کلام سے درج ہیں اور یہ بات خطیب نے بیان کی ہے، تاریخ میں بخاری نے بھی اس پر اتفاق کیا ہے اور ابوداود، یعقوب بن سفیان، ذہلی اور خطابی وغیرہ بھی اسی بات پر متفق ہیں۔ انتھی التحفۃ/۲۵۵/۱

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ ہم شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق مان لیتے ہیں کہ یہ ابوہریرہ کا ہی قول ہے۔ لیکن اس میں یہ نہیں ہے کہ ''لوگ ہر قسم کی قرات سے رک گئے'' بلکہ الفاظ یہ ہیں کہ ''لوگ قرات سے رک گئے'' اور دونوں لفظوں میں واضح فرق ہے۔

مطلب یہ ہوگا کہ لوگ مابعد الفاتحہ کی قرات سے رک گئے، دلیل اس کی یہ ہے کہ نبی ﷺ نے مقتدیوں کو جہری نمازوں میں مابعد الفاتحہ کی قرات سے منع کیا ہے اور فاتحہ کی قرات کا جہری نمازوں میں بھی حکم دیا ہے۔ تو لوگ اس سے رکے جس سے انہیں روکا گیا تھا۔ اور وہ تھا فاتحہ کے بعد قرات کرنا، نہ کہ فاتحہ پڑھنے سے باز آ گئے تھے جس کے پڑھنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا! اور عام کی بنا خاص پر ہوتی ہے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ نبی ﷺ نے سورج کے طلوع وغروب کے وقت نماز سے منع فرمایا لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے فرمایا : جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت پالی۔ (الحدیث)

تو نہی عام ہے اور حدیث ''من ادرک رکعۃ'' الخ خاص ہے، لہٰذا عام کی بنیاد خاص پر رکھی گئی۔

شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس قاعدہ کو بہت ساری جگہوں میں اختیار کیا ہے جیسا کہ ان کی کئی قیمتی اور مفید کتب اس پر شاہد ہیں۔ لہٰذا یہاں بھی عام حدیث ''فانتھی الناس عن القراۃ'' الخ کی بنیاد خاص حدیث ''لا تفعلوا الا'' الخ پر ہو گی۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ مقتدی کی اقتداء (پیروی)، استماع (غور سے سننا) اور انصات (خاموش رہنا) ان میں سے کوئی چیز بھی امام کے پیچھے دل میں سری طور پر فاتحہ وغیرہ کے مانع اور مخالف نہیں، ہاں! یہ تینوں چیزیں (اقتدائ، استماع، انصات) امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ کو جہراً پڑھنے کی مانع اور مخالف ہیں۔ تو مقتدی کا فاتحہ وغیرہ کو جہراً پڑھنا اقتداء، استماع، اور انصات کی وجہ سے منع ہے اور اس لیے بھی کہ جہراً پڑھنے سے امام کے ساتھ منازعہ (چھینا جھپٹی) والی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

رہا جہری نمازوں میں فاتحہ کے علاوہ امام کے پیچھے کچھ پڑھنا، تو یہ نبی ﷺ کی اس حدیث سے منع ہے۔ «لا تفعلوا الا» الخ کہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھو۔

تو دلائل کا تقاضا یہی ہے کہ مقتدی پر فاتحہ سری طور پڑھنا واجب ہے خواہ وہ اسے امام سے پہلے پڑھ لے، اس کے ساتھ پڑھ لے، بعد میں پڑھ لے یا امام جب اس کی آیات کے درمیان وقفہ کرتا ہے اس وقت پڑھ لے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا : نہ پڑھو الاّ (یہ کہ تم میں سے کوئی پڑھے) فاتحہ الکتاب، کیونکہ جو اس کو نہیں پڑھتا اس کی کوئی نماز نہیں۔

اس بات کی دلیل کہ انصات اور استماع سری قرات کے منافی اور مانع نہیں یہ ہے کہ نبی ﷺ جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ خطبہ جمعہ میں قرآن مجید کی قرات کرتے تھے، اور آپ ﷺ نے سلیک غطفانی کو اپنے خطبے کے دوران دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا، پھر عام حکم بھی ارشاد فرمایا کہ : ''جب تم میں سے کوئی آدمی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو ہلکی دو رکعتیں پڑھے''۔

تو یہ جو دو رکعتیں پڑھے گا ان میں سری طور پر قرات بھی کرے گا، خطبہ بھی سنے گا اور خطبہ میں جو آیات پڑھی جا رہی ہیں ان کے لیے خاموشی بھی اختیار کرے گا۔

معلوم ہوا کہ سری قرات کرنا انصات واستماع کے منافی نہیں منافات قرات وغیرہ کو جہراً کرنے اور انصات واستماع کے درمیان ہے۔ جبکہ ہم امام کے پیچھے جہر کو جائز نہیں سمجھتے۔

ہمیں دلیل سے معلوم ہو چکا ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا واجب ہے، مقتدی کے لیے استماع اور انصات لازم ہے اور امام کے ساتھ منازعہ (بلند آواز سے پڑھ کر امام کی قرات میں خلل پیدا کرنا) منع ہے۔

اگر کہا جائے کہ دوران خطبہ کی یہ دو رکعتیں استماع وانصات کے عمومی حکم سے رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے مستثنیٰ ہیں کہ «اذا جاء احدکم والامام یخطب فلیرکع رکعتین» (الحدیث) (مسلم۔ الجمعۃ۔ باب التحیۃ والامام یخطب) (جب تم میں سے کوئی امام کے خطبہ کے دوران آئے تو دو رکعت پڑھے)

ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ استماع وانصات کے عمومی حکم سے امام کے پیچھے جہری نمازوں میں سری قرات کرنا رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے مستثنیٰ ہے کہ «لا تفعلوا الا (ان یقرأ احدکم) بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرأبھا» (نہ پڑھو مگر یہ کہ تم میں سے کوئی فاتحہ الکتاب پڑھے، بلاشبہ اس آدمی کی کوئی نماز نہیں جو اسے نہ پڑھے)

یہ بات ہم نے شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ اور ان کے موافق علماء کے طریقے پر چلتے ہوئے کی ہے، ورنہ دوران خطبہ دو رکعتوں کے مسئلہ میں کوئی استثناء نہیں، نہ ہی امام کے پیچھے مقتدی کے فاتحہ پڑھنے میں استثناء ہے کیونکہ استثناء تو

وہی ہوتی ہے جہاں دو چیزیں آپس میں مخالف آ رہی ہوں، اور یہ تو آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ سری قرات وغیرہ استماع وانصات کے منافی نہیں۔

(۴) چوتھی بات یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک روایت ''من کان لہ امام فقراء ۃ الامام لہ قراءۃ'' (جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قراءت اس (مقتدی) کی قراءت ہے) صحیح چھوڑ کر حسن درجے کی بھی نہیں (تفصیل اس کے مقام پر دیکھئے) لہٰذا یہ دلیل نہیں بن سکتی۔

تھوڑی دیر کے لیے ہم شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ اور ان کے موافق علماء کے مطابق مان لیتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ عام کی بنیاد خاص پر ہوتی ہے، لہٰذا حدیث میں قراءت سے مراد ''فاتحہ سے بعد کی قراءت'' ہوگی اس کی دلیل نبی ﷺ کی حدیث «لا تفعلوا الا (ان یقرا احدکم) بفاتحۃ الکتاب الخ» اور «لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب»

اور اس کے علاوہ وہ احادیث ہیں جو فاتحہ کی قراءت کو واجب ٹھہراتی ہیں، تو مقتدی پر جہری نمازوں میں بھی فاتحہ پڑھنا واجب ہوگا اور فاتحہ کے بعد والی قراءت صرف جہری نمازوں میں منع ہوگی۔

(۵) پانچویں بات یہ ہے کہ شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ اور ان کے موافق علماء کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کر سکے جس سے ثابت ہو

کہ (i) ''فانتہی الناس عن القراۃ الخ'' (ii) ''واذا قراء فانصتوا'' (iii) ''من کان لہ امام فقراء ۃ الخ''

یہ ساری یا ان میں سے بعض احادیث ان احادیث سے متاخر ہیں جو فاتحہ کی قرات کو مقتدی پر واجب کرتی ہیں۔ تو جب ایسا ثابت نہیں کر سکے تو نسخ کا دعویٰ کرنا انہیں جائز نہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی ﷺ نے جو امام پر تشویش اور منازعہ کا انکار کیا کہ (مالی انازع القرآن) تو امام کو تشویش اس وقت ہوتی ہے جب مقتدی امام کے پیچھے جہرا قراءت کرے اور مقتدی کا امام کے پیچھے سری فاتحہ پڑھنے سے آپ ﷺ نے انکار نہیں کیا بلکہ اسے امام کے پیچھے پڑھنا بھی حدیث «لا تفعلوا الا (ان یقرأاحدکم) بفاتحۃ الکتاب الخ» وغیرہ سے واجب ٹھہرایا، اور آپ ﷺ نے کبھی بھی اسے منسوخ نہیں کیا۔ واللہ اعلم

دوسرے سوال کا جواب:

یہ تو آپ معلوم کر چکے ہیں کہ مقتدی پر امام کی قراءت کے دوران استماع وانصات لازم ہے اور امام پر تشویش، ونزاع ڈالنا منع ہے، لہٰذا مقتدی کے لیے امام کے پیچھے آیات کا بلند آواز سے جواب دینا بھی جائز نہیں۔ واللہ اعلم ''

وباللہ التوفیق

[احکام ومسائل]

[نماز کا بیان ج1ص 144]

[محدث فتویٰ]